

کوئی نہیں جانتا۔

یہ کوئی قیاسی بات نہیں، بلکہ ایسا معاملہ ہے، جو اکثر عشاق کو پیش آ سکتا ہے۔ یعنی کسی وقت محبوب سے محبت کی باتیں کرتے کرتے چھوٹ چھوٹ کے طور پر کچھ گلا شکوہ بھی کر دیا۔ محبوب کو کوئی جواب نہ سوچھا تو رونے لگا۔ کوئی سچا عاشق محبوب کے اس رو دینے پر جان دے دینے میں دریغ نہیں کر سکتا۔ گویا محبوب کے آنسوؤں کے پانی سے اس کی نگاہ کی تلوار پر باڑھ چڑھ گئی۔

۳۔ شعر کے دوسرے مصرع میں لفظ ”تو“ دو مرتبہ آیا ہے۔ مولانا طباطبائی کے نزدیک پہلا ”تو“ شرط و جزا میں ربط کے لیے اور دوسرا جواب میں اہتمام پیدا کرنے کے لیے ہے۔ ”کہیں سے مراد کوئی نہ کوئی ہے۔

**شرح :** تجھ سے بوسے کی اُمید تو ہو ہی نہیں سکتی۔ خیر اگر بوسہ دینا منظور نہیں تو لب ہلا کر صاف صاف انکار ہی کر دے تاکہ ہمارا کام تمام ہو جائے۔ بہر حال تیری طرف سے کوئی نہ کوئی جواب تو ہونا چاہیئے۔

۴۔ لغات۔ اوک : جب پینے کے لیے برتن موجود نہ ہو یا پلانے والا برتن دینا نہ چاہے تو پانی پینے والا دونوں ہاتھ ملا کر گہرائی سی پیدا کر لیتا ہے۔ پلانے والا اس میں پانی میں ڈالتا جاتا ہے تاکہ پینے والے کی پیاس بجھ جائے۔ بعض اوقات ایک ہاتھ بھی لبوں سے لگا کر اسی طرح پانی پیا جاتا ہے۔ اسے اوک کہتے ہیں۔ یہ سلسلہ عموماً چھوت چھات سے پیدا ہوا۔

**شرح :** اے ساتی! اگر تجھے ہم سے اتنی نفرت ہے کہ پیالے میں شراب نہیں دینا چاہتا تو مضائقہ نہیں۔ ہم ساغر ہو یا جام، ہر چیز سے بے نیاز ہیں، اوک میں پینے کے لیے تیار ہیں، مگر شراب دینے میں دریغ نہ کر، اس نعمت سے محروم نہ رکھ۔

۵۔ لغات۔ ہاتھ پاؤں کھولنا۔ ہاتھ پاؤں کا سوچ جانا، ہاتھ پاؤں کا